شکایت گردشِ ایام

۱۳۰۷



یعنی

مخمس

ہمدرد قوم مولوی محمد سید کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

نظم بلبل اسیر مصنفہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

مطبع مفید عام آگرہ میں چھپا

بار اول (۵۰۰) جلد

قیمت فی جلد ۴؎

شکایت گردش ایام



مخمس

ہمدرد قوم مولوی محمد سید کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

بر

نظم بلبل اسیر مصنفہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

مطبع مفید عام آگرہ مین چھپا

بار اول (۵۰۰) جلد　　　قیمت فی جلد ۴؍



التماس

حضرات مین نے نظم بلبل اسیر کو مخمس نہین کیا بلکہ قوم کے اُس دردانگیز خاکے مین رنگ بہرا ہے جو نہین معلوم کس سچے جوش مین ایک شاعر بلند خیال و فصیح زبان قوم کے حامی جناب مرزا محمد ہادی صاحب پروفیسر کرسچین کالج لکھنؤ کے اُس قلم سے کہینچا گیا ہے جو درحقیقت نیچرل تصویرون کے کہینچنے مین مشاق معلوم ہوتا ہے۔ بلبل اسیر کی مین کیا تعریف کرون اوسکی دردناک آہ اور دلکش آواز دل کو ہلا دیتی ہے۔ اوسکی مظلومانہ باتین ممکن نہین کہ ظالم کو رحیم نہ بنائین اور اوسکے غیرت دلانے والے الفاظ اوس خون کو ضرور جوش مین لاتے ہین جو اون بزرگان قوم سے ہمکو ارث مین ملا ہے جن کی سنی سنائی باتین ہی ہم بہلا دینے کو تیار بیٹھے ہین۔

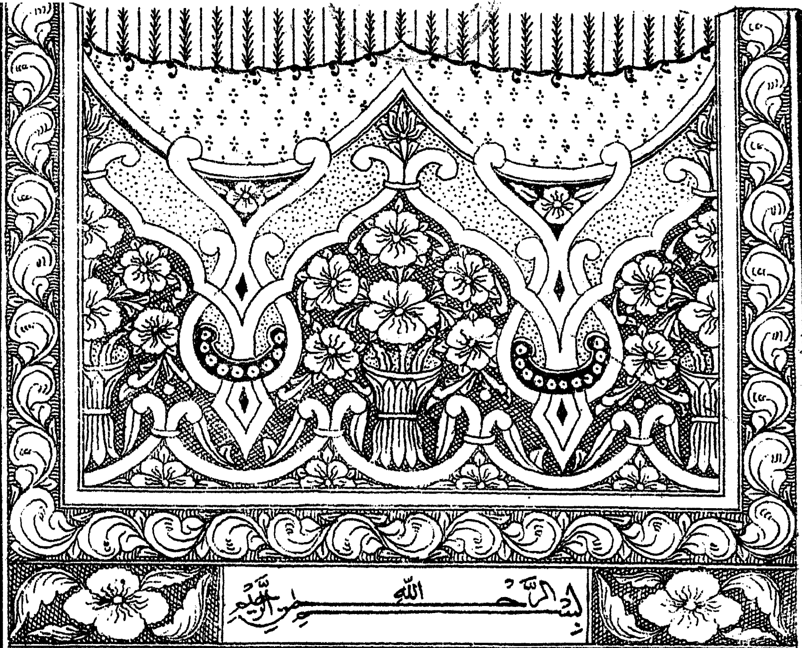
یہہ نظم (بلبل اسیر) دلگداز نمبر (۱۲) ۱۸۹۸ء جلد (۲) مین شایع ہوئی تہی جسوقت اوس کے دلوے بڑہانے والی اداؤن نے میری آنکھون کو اپنی طرف کہینچا دل بیچین ہوگیا اور ٹہان لی کہ بلبل اسیر شدت اضطرار مین جو کچھ بیان کر رہی ہے اس سے اوس کی توضیح کرائی جائے

مین یہ نہین بتا سکتا کہ باوجود ایسے شغف اور ولولہ دلی کے اس کام مین اسقدر تاخیر کیون ہوئی - اگر یہ کہا جاے کہ ذاتی افکار وتعلقات نے روک رکہا تہا تو ایک معمولی بات ہے اور کیون کسی کو یقین آئے گا - ہان یون کہنا چاہئیے اور واقعی بات ہے کہ ہماری قوم کی سستی کاہلی - پست ہمتی - آرام طلبی اور ظلمت جہل کی آجکل جو حالت ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور جسکا رونا ہمارے ریفارمر رویا کرتے ہین - آخر مین ہی تو اسی تباہ حال قوم کی (بہر نوع) ایک فرد ہون پہر کیونکر ایسے نیک کام کے انجام مین تعویق وتاخیر نہ ہوتی بارے اتنے دنون بعد سہی مگر پورے اشعار پر مصرعے لگا دئے اور اب آپ صاحبون کے سامنے پیش کرتا ہون ملاحظہ فرمائے اگر کسی مقام پر سہو ولغزش ہو تو عیب پوشی کیجیے -

اس نظم کو مخمس کرکے اس رعایت سے کہ اپنے انقلاب احوال واوضاع کی تصویر کہائی گئی ہے تاریخی نام **شکایت گردش ایام** رکہدیا گیا - امید ہے کہ ہماری قومی پبلک قبولیت کا سارٹیفکٹ دیکر آیندہ کے لئے اپنی خدمت پر مجبور کرے گی - آخر مین دونون ہاتہ اوٹہا کر عرض کرتا ہون کہ وہی **مالک حقیقی** جسکو بہول کر ہماری یہ حالت ہوئی عفو قصور فرماکر ہماری سستی وکاہلی کو دفع کرے - نکبت ادبار - باہمی کدورت - اور نا اتفاقی کو دور کرے ہم پر رحم کرکے وہی کہویا ہوا ابتدائی جوش وخروش پیدا کردے کہ ہماری ترقی کے دروازے خود بخود کہلجائین اور ہماری اولاد واحفاد کو بزرگون کے علوم وکمالات کا لٹا ہوا ورثہ ملے - **آمین آمین** مجہے یقین ہے کہ میرے سبصر ناظرین بہی شریک آمین ہونگے -

ترقی خواہ قوم

شیفتہ کنتوری



اپنی مصیبت پہ ہین شام و سحر اشکبار | درد سے آتا نہین اب کسی پہلو قرار
موسم گل کی خبر دل مین چبھوتی ہے خار | مجھکو نہ دے ہم صفیر مژدۂ فصل بہار

آہ کہ صیاد کے دل پہ نہین اختیار

یاد ہین وہ دن کہ جب رہتے تھے ہم شادمان | یاد ہین وہ دن کہ جب تھا نہ خیال فغان
یاد ہین وہ دن کہ جب سامنے تھا بوستان | یاد ہین وہ دن کہ جب باغ مین تھا آشیان

آہ وہ طرف چمن اور وہ سر شاخسار

نہر مصفا کا رنگ اور وہ سبزے کا روپ | صفحۂ گلزار کا رنگ اور وہ سبزے کا روپ
ہر گل رعنا کا رنگ اور وہ سبزے کا روپ | لالۂ حمرا کا رنگ اور وہ سبزے کا روپ

گوہر شبنم کی آب اور وہ گل کا سنگار

باعث تفریح تھا ہر گل تر کا ظہور | شاخ مین ہر نخل کی تازہ ثمر کا ظہور

وہ تہا ادہر کا ظہور یہ تہا اودہر کا ظہور　　رنگ شفق کی نمود نور سحر کا ظہور

چرخ کی نیرنگیان شام و سحر آشکار

دور مے ناب تہا رنج دلون سے تہا دور　　رہتی تہی آراستہ صحبت عیش و سرور
رند قدح کش تمام نشہ مین تہے چور چور　　ابر سیہ کا ہجوم اور وہ مینہہ کا وفور

رعد کا وہ زور و شور اور وہ چمک بار بار

بجلی دکہاتی تہی جب دور سے اپنی جہلک　　نقش الم ہوتا تہا صفحۂ خاطر سے حک
تہی کہین بزم شراب تہا کہین شغل گزک　　غنچۂ بشگفتہ کی چار طرف وہ مہک

جیسے کوئی کہولدے نافۂ مشک تتار

قطرۂ شبنم ہر اک غیرت دُرّ عدن　　داغ مین لالے کی تہی نکہت مشک ختن
صورت داؤد تہے مرغ چمن نغمہ زن　　گل بسر شاخسار یوسف مصر چمن

سرو لب جویبار مثل خضر آبدار

شور لب جو کیا کرتی تہین مرغابیان　　نرگس گلزار کو رہتی تہین بیخوابیان
گل ہی نہین کل چیزون مین ساری تہین شادابیان　　باغ کی سر سبزیان نخل کی سیرابیان

پہول کی شادابیان ابر بہار آبیار

آگئی ہے تازگی سینے کے ہر داغ مین　　قمریون کا زمزمہ ہے زغن و زاغ مین
عیش کے سامان ہین باغ مین اور راغ مین　　موج ہوا سے درخت ہلتے ہین یون باغ مین

جیسے کہ دو سبز پوش لطف سے ہون ہمکنار

رند لب جوئبار بادہ کے بیٹھے ہین صف　　لب پہ ہی وصف بہار ہاتہہ مین ہے چنگ و دف
مست ہین گل باغ مین رکہتے ہین ساغر بکف　　دیدۂ نرگس سے ہی یون شاہد گل کی طرف

جیسے کوئی منتظر محو تماشائے یار

دل مین کسی کے نہین شمۂ رنج و ملال
صاف کدورت سے ہے پیکر وہم و خیال
موسم گل کا اثر کرتا ہے کارِ کلال
جنبش باد سحر سے ہے چمن مین چال

نشہ مین جس طرح سے جھومتی ہون بادہ خوار

کیا ہی اکڑنے لگا دیکھکے شمشاد کو
مات کرے کیا عجب قد پریزاد کو
کوئی بہی کھٹکا نہین خاطر ناشاد کو
باغ مین گلچین کو دخل اور نہ صیاد کو

رحمت پروردگار چار طرف سے حصار

شاد رہا کرتے تھے دل کی تھی حاصل مراد
سیر چمن کرتے تھے پہولون سے تھا اتحاد
دل مین کدورت نہ تھی اور نہ ایسا عناد
ہم سے نہ تھا باغبان برسر کین و فساد

اپنی طرف سے نہ تھا دل مین کچھہ اوسکی غبار

حسن ہر اک شے کا تھا باغ مین حیرت فزا
وہ روشون کی تراش پٹریون کی وہ صفا
گرد تھا رنگینی سے رنگ رُخ دلربا
وہ زر گل کی دمک جیسے ہو کندن فدا

قطرۂ شبنم کی آب جیسے ہو گوہر نثار

نازکی فطرتی پر نہ ہوا فوق کچھہ
پہول کی اک پنکھڑی پر نہوا فوق کچھہ
باغ کی چنپا کلی پر نہ ہوا فوق کچھہ
طبع کی صنعتگری پر نہ ہوا فوق کچھہ

سونے کا زیور بہت لائے بنا کر سنار

شام و سحر آتے تھے سیر کو سیمین بدن
ڈھیر گل اشرفی کے تھے لگے لاکھون من
خطۂ زرخیز تھا فضل خدا سے چمن
لالۂ احمر تھا وہ یا کہ عقیق یمن

موتیے کی تھی کلی یا کہ دُرِ شاہوار

تختۂ زمرد کا تھا دوب نہین تھی ہری
صانع قدرت کی تھی ساری یہ صنعتگری
ہنستی تھی الماس پر باغ کی ہر کنکری
دیکھ کے یہ رنگ ڈھنگ کہنے لگے جوہری
گل ہے ہر اک زرنگار باغ جواہر نگار

رنگ نشاط و طرب خوب چمن مین نبہا
صبح کے ہوتے ہی بس اور شگوفہ کھلا
چلنے لگا شام سے دور مے ناب کا
نور کا تڑکا ہوا اور یہ عالم ہوا
آئی نسیم سحر باغ مین مستانہ وار

بادۂ گلرنگ کا ایسا بڑھا اشتیاق
پھیل گئی ہر طرف نکہت مہر و وفاق
شیخ نے تقوی کو بھی رکھدیا بالا طاق
عاشق و معشوق کا شبنم و گل مین مذاق
خندہ ادھر بار بار گریہ ادھر زار زار

دل مین ہر اک شخص کے عشق کی شورش ہوئی
برق چمکنے لگی زور سے بارش ہوئی
جوش جنون بڑھ گیا عقل کو لغزش ہوئی
آئی نسیم سحر باغ کو جنبش ہوئی
ہلنے لگے سب درخت گرنے لگے برگ و بار

عیش کا طوفان اٹھا قصر غم و ہم گرے
بار نزاکت سے پھول شاخون سے پیہم گرے
گاہ گرے جلد جلد اور کبھی تھم تھم گرے
یون دہن غنچہ سے قطرۂ شبنم گرے
دودھ اوگلنے لگے جیسے کوئی شیرخوار

لالہ بنا شکل کوس دھوم سے باجا بجا
نغمہ سرایان باغ ہو گئے نغمہ سرا
کبک دکھانے لگے رقص پری جابجا
آئی کسی شاخ سے ایسی سریلی صدا
جیسے بجائے کہین بین کوئی بین کار

دھوم خوشی کی ہوئی باغ مین چارون طرف
گونج گئی گن کلی باغ مین چارون طرف
ٹوڑی الاپی گئی باغ مین چارون طرف
بھیروین اوڑنے لگی باغ مین چارون طرف

تانین اوڑانے لگی اونچے سُر مین ہزار

جوش پہ یہ ہے بہار ایک ہی صحرا چمن
سادگیان اوس طرف رنگون سے مینا چمن
وادیٔ ایمن سے بہی ضو مین ہو زیبا چمن
جنبش باد سحر پہونک دے سارا چمن

ہر طرف اوڑنے لگین آتش گل سے شرار

دم مین ہوا ہو گیا ظلمت شب کا غرور
پہیل گئی روشنی وقت سحر دور دور
صبح کے پردے مین تہا قدرت حق کا ظہور
جمع سے کئے صبح نے ایک جگہہ نار و نور

پرتو خور محض نور آتش گل محض نار

جمع ہوئے شایقین باب گلستان کہلا
زمزمہ پیرا اٹھے سب طایر رنگین نوا
دونون کی تاثیر سے پہر تو یہ نقشہ ہوا
چشمۂ خورشید سے نور برسنے لگا

آتش گل سے ادہر نکلے اوٹہا اک بخار

کیون نہ رہین بادہ نوش باغ مین دن رات جمع
ہے مے ناب و گزک پہر مدارات جمع
ابر نہ ہو یون سر کوہ ارارات جمع
سرد ہوا مین ہوئے جبکہ بخارات جمع

پہر تو دہوان دار مینہ پڑنے لگا ایکبار

باغ کی ہر شے مین ہے لطف برائے نگاہ
دیکہہ کے بے اختیار کہتے ہین سب واہ واہ
گیندے کی وردی وہ زرد لالے کی ترکی کلاہ
وہ چمن اور آبجو اور وہ ابر سیاہ

روم و حلب پر محیط ہے سپہ زنگبار

جہومتے ہین نونہال پہنے ہوئے سبز رخت
سبزۂ خوابیدہ کے ہوگئے بیدار بخت
پہیل گیا چارسو جوش صفا ایک لخت
مینہہ کے برس جانے سے دہو گئے بالکل درخت

نام کو بہی باغ مین اب نہین گرد و غبار

باغ کی ہر چیز کی کیفیتین خوب تر
قلب مین ذوق اثر چشم کو شوق نظر
جہک گئے تعظیم کو نخل صفین باندہ کر
شاخ پہ اس طرح سے شاہد گل جلوہ گر
جیسے زمرد کے تخت پہ ہو کوئی شہریار

قابل نظارہ ہے زینت صحن چمن
ہے کہین سرو سہی اور کہین نارون
سبکی نرالی ہے وضع سبکی نرالی پہبن
ایک طرف نسترن ایک طرف یاسمن
ایک طرف ارغوان سب ہین یہ خدمتگزار

باغ کے اشیا تمام قدرت معبود ہین
باعث تزئین ہین موجب مقصود ہین
جتنے ہین سب آلۂ منفعت و سود ہین
اور بہی خادم کئی سامنے موجود ہین
جنکو اشارہ کئے چلتے ہین سب کاروبار

فرش زمین پر کہین بیٹھے ہین مردم گیاہ
صف کہین باندھے ہوئے کیلونکی قایم سپاہ
جائیے گلزار کو دیکھئے صنع اله
ہے کوئی زرین کمر اور کوئی زرین کلاہ
ہے کوئی سیمین بدن اور کوئی سیمین عذار

ابتو چمن مین نہین حاجت جام و سبو
مست کئے دیتی ہے لالۂ ابیض کی بو
ہے کوئی رنگین لباس اور کوئی سرخرو
لالہ و گل کی نمود کب ہے لب آبجو
آئینہ مین دیکہتا ہے چمن اپنی بہار

ایک طرف بار سے نخل لچکتے ہوئے
ایک طرف آب سے حوض چہلکتے ہوئے
دیکھ کے یہ ماجرا لوگون کو سکتے ہوئے
شاخ سے اکثر گرے پہول مہکتے ہوئے
نہر کا پانی تمام ہوگیا عطر بہار

شاخ گل سرخ مین لال پری کا چلن
نغمہ سرایان باغ زیب دہ انجمن

خطۂ اندر سبہا ہے کہ زمین چمن
بحر طلسمات مین سبز پری غوطہ زن
عکس ہے شمشاد کا نہر مین یون آشکار

روح کو لہراتا ہے سبزہ و آب روان
باغ کی ہر اک سڑک حسن مین ہے کہکشان
کیون نگہِ شوق سے دیکھیے نہ پہر آسمان
چار گھڑی دن رہے کا وہ سہانا سمان
شام اور وہ شیفتہ صبح بنارس نثار

سبزۂ شاداب سے حسن خطِ سبز گرد
بڑھ کے لب یار سے ناز کی برگ ورد
بادو شفق بے مثال باغ کی ہر چیز فرد
موج ہوا سرد سرد رنگ شفق سرخ و زرد
لالہ و گل کا بناؤ سرو سمن کا سنگار

نرگس مخمور مین چشم صنم کی حیا
سوسن رنگین پہ بھی ہونٹھون کی مسّی فدا
سنبل تر مین نہان نکہت زلف رسا
عارض گلگون سے شوخ رنگ گل سرخ کا
نشترِ مژگان سے تیز باغ کا ہر ایک خار

رشک صنم خانہ تہا خوبیون مین بوستان
شوخیون کے رنگ مین ڈوبا ہوا ارغوان
جلوۂ معشوق تہا باغ سے ہر سو عیان
سبزۂ گلزار تھا روکشِ خطِ بتان
سنبل پیچان کے پیچ غیرت زلف نگار

عکس گل سرخ سے لعل تہا ہر ایک سنگ
اوج سہی دیکھکر چرخ پہ طوبی تہا دنگ
صنعت صانع کا ہے کیا ہی نیا رنگ ڈہنگ
دہوپ کی زردی کا رنگ گیند نیلی کا رنگ
دونون ملے اس طرح سبزہ ہوا آشکار

نوک مژہ کا یقین نوک سر خار پر
خندہ زنان سرخ پہول یار کے رخسار پر
چھائی ہوئی رونقین ہر درو دیوار پر
سایہ درختون کا یون صفحۂ گلزار پر

جس سے کہ عکسی شبیہ باغ کی ہو شرمسار

لالہ و گل سے جو ہے تختۂ گلشن کی زیب   حسن سے خالی نہین کوئی فراز و نشیب
شیفتۂ چشم کے دل سے مٹا شکیب   عکس فگن ہوکے شاخ دے یہ نظر کو فریب

دیدۂ نرگس مین ہے سرمۂ دنبالہ دار

کثرت اثمار سے اُنکے ہوا ہے یہ حال   جانب روے زمین جھک گئی ہین سب نہال
دیکھہ کے یہ صورتین ہے متحیر خیال   گرتے ہین یون شاخ سے پھول علی الاتصال

تار نظر سے نگاہ گوندہ لے پھولونکی ہار

شاہد گل کو ملی عادت خوئے صنم   مجمع عشاق سے خالی ہے کوئے صنم
آنکھہ اوٹھاتا نہین اب کوئی سوئے صنم   رنگ گل سرخ ہے روکش روئے صنم

سنبل پیچان کے پیچ غیرت زلف نگار

عاشقون کی طبع کا رنگ مبدل ہوا   باغ مین رہنے لگے کوچہ دلبر چھٹا
گلشن ایجاد مین ایسی چلی ہے ہوا   عارض جانان سے خوب رنگ ہر اک پھول کا

نوک مژہ سے سوا باغ کا ہر ایک خار

بذلہ سرایان باغ آٹھہ پہر شادمان   چار پہر چہچہے چار پہر بولیان
ہم نے تو دیکھا نہ تھا فصل کا ایسا سمان   دیکھہ کے گلزار کو کہنے لگا باغبان

پھولون کا گہنا پہن کے نکل آئی بہار

فصل کو اسدرجہ ہے جوش نمو مین کمال   تازہ مضامین سے پھلتا ہی نخل خیال
کر لو اسی پر قیاس باغ کا پوچھو نہ حال   برگ ہر اک سبز سبز پھول ہر اک لال لال

مرغ چمن شاخ شاخ چہچہہ زن بار بار

رندون کا ہے جمگھٹا سامنے جام و قدح — شام و سحر ہمکنار شاہد عیش و فرح
پانی برس کر کھلا نکلی ہے قوس قزح — مرغ چمن مل کے سب نغمہ سرا اسطرح
کوک دے ارگن کوئی اور الاپے بہار

دونون مقابل ہوئے شوق ہوا رو براہ — جذب کی تاثیر مین کچھ نہ رہا اشتباہ
دیر سے دونون مین خوب آج لڑی ہے نگاہ — سامنے ہین مہر و ماہ دیکھئے صنع الٰہ
جیسے دو آئینہ رو ہوئین کسی جا دوچار

ایک ہی نقشہ سا ہے ایک ہی طلعت سی ہے — ایک ہی پرتو سا ہے ایک ہی صورت سی ہے
طرز نگہ سے کھلا دونون مین الفت سی ہے — ایک کو سکتا سا ہے ایک کو حیرت سی ہے
دیکھ کے اک ایک کو دونون ہین آئینہ وار

کس سے بیان ہو سکے وصف چمن کا بھلا — واہ ری رنگینیان واہ رے جوش صفا
غلغلۂ زیب و زین ارض سے ہے تا سما — ایک کا مونھہ زرد ہے ایک ہے بے نور سا
دیکھ کے گل کا سنگار اور چمن کا نکھار

چہرۂ گل سے عیان طنطنۂ دلبری — دیکھ کے سبزہ خجل ہے فلک اخضری
مہر بھی رکھتا نہین مرتبۂ ہمسری — رنگ گل نیلوفر۔ گنبد نیلوفری
دیکھ کے گردش مین ہے جیسے کوئی بیقرار

خوب ہی دلچسپیان اپنی دکھاتا ہے دور — پیشتر اس سے نہ تھا اسکا یہ شیوہ یہ طور
رنگ مین تبدیل کی چاہیئے انسان کو غور — صبح کا عالم کچھ اور شام کا عالم کچھ اور
صبح ہے کافور بیز اور ہے شب مشکبار

شام کی تاریکیان اور سحر کا فلق — دیکھ کے یہ انقلاب لیتے ہین عاقل سبق

شمس و قمر واسطہ ہین پۓ فیضان حق　　صبح سنہری ورق شام روپہلی ورق

فیض مہ و آفتاب شام و سحر آشکار

فرطِ زرِ گل سے ہین اہل چمن دل غنی　　دولتِ قارون پہ کرتے ہین چشمک زنی

پھیلی ہوئی ہے تمام چار طرف روشنی　　رات کی وہ چاندنی اور وہ گل چاندنی

جس سے شب ماہ کی ہوتی ہے دونی بہار

دیکھتی ہے باغ کو شوق سے ہر حور عین　　قطعۂ فردوس ہے یا کہ چمن کی زمین

پھول ہین سورج مکھی کے بھی نہایت حسین　　دیکھ کے گل چاندنی ہوتا ہے سبکو یقین

چادرِ مہتاب کے کترے ہین گل بیشمار

ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اوٹھ گیا دخل سموم　　سرو سہی نہر مین دہوتے ہین منہ جھوم جھوم

باغ ضیا بار ہے اترے فلک سے نجوم　　کرمک شب تاب کا ہے یہ چمن مین ہجوم

تارون بھری رات بھی جس سے کہے ہو شرمسار

باغ کی شب نور سے ہو گئی ہے روز باغ　　باغ سنہری ہوا جگنو ہین زردوز باغ

ہین یہی محبوب باغ ہین یہی دلسوز باغ　　ہے گل شبو کی شاخ شمع شب افروز باغ

اور یہ اوس شمع کے گرد ہین پروانہ وار

دیکھنے کو بوستان آیا ہے سارا جہان　　طائرون کی بولیان سنکے ہین سب شادمان

کہنے لگا باغبان شب مین ہے دن کا سمان　　باغ مین دیکھو جہان انکی چمک ہے عیان

آتش گل سے مگر اوڑتے ہین پیہم شرار

جگنوؤن کی روشنی کا ہے فلک پر عبور　　ماند ہوئی مشتری گھٹ گیا زہرہ کا نور

ابتو خطوطِ شعاع جانے لگے دور دور　　ہے وسط گل مین یہ انکے سبب سے ظہور

دائرہ مین جیسے ہو مرکز نور آشکار

پہولون کے یورپ کی دیکہہ دیکہہ کے روئیدگی
قوم نصارا کو ہے باغ سے دلبستگی
کہدو پرستش کو آئین سوی چمن یاسی
بس کہ ہر اک برگ پر آگ سی ہر اک لگی

ہوتا ہے ہر نخل پر سب کو گمان چنار

فرش زمین مین یہی جسے کہن مین یہی
دشت و جبل مین یہی پہیلی ہے بن مین یہی
جتنے ہوا خواہ باغ سب کے بدن مین یہی
سارے چمن مین یہی سرو سمن مین یہی

دیدۂ نرگس مین نور آتش گل مین شرار

باغ مین آہستہ سے چلتی تہی ٹہنڈی ہوا
شاخون کا وہ جہومنا پتون کی دہیمی صدا
بات کوئی دلفریب روپ کوئی دلفزا
رات کی خاموشیان جن پہ تکلم فدا

رات کی تاریکیان جن سے خجل زلف یار

رات کی وہ صحبتین رات کی مینوشیان
رات کی وہ بیخودی رات کی بیہوشیان
رات کی وہ یار سے باہمی سرگوشیان
رات کی تاریکیان رات کی خاموشیان

رات کی وہ راحتین صبح کا وہ انتظار

صبح کو الوان پہر سامنے تہے ڈہے
صبح کو اشجار پہر روبرو تہے لہلہے
صبح کو اوڑنے لگے دوستون مین قہقہے
صبح ہوئی پہر وہی باغ وہی چہچہے

لالہ و گل کی بہار اور وہی سبزہ زار

صبح کو ہونے لگین راگ کی فرمائشین
آہ وہ آسودگی اور وہ آسائشین
آنکہون مین ہین اب تلک ساری وہ آرائشین
باغ کی آرائشین باغ کی زیبائشین

موج ہوا تازہ کار رنگ شفق غازہ کار

تھی نہ کدورت باہم اور نہ بوی ستیز
آہ وہ سب عشرتین کر گئین ہم سے گریز
کوئی چہکتا کہین اور کوئی کرتا تھا ریز
نکہت گل عطر بیز آتش گل دود خیز
نکہت گل عطر بار آتش گل شعلہ بار

عیش ترقی پہ تھا اور طرب کا شباب
کوئی کسی کا جواب کوئی کسی کا جواب
نغمۂ اہل چمن غیرت چنگ و رباب
بوی گل عنبر سرشت سایۂ گل مشکناب
سنبل پیچان کے پیچ نافۂ مشک تتار

ہم کو نہ معلوم تھی راہ نشیب و فراز
قلب کی تفریح کے جمع تھے سامان و ساز
شاہد گل ہمکنار صحبت راز و نیاز
طبع چمن عطر ساز موج ہوا کارساز
غالیہ و مشک و عود مجمر و دود و بخار

طبع کسی کی نہین مائل شور و فساد
بار ور و بار دار بار بھی حد سے زیاد
سب مین باہم دوستی سب مین باہم اتحاد
دیکھئے جس نخل کو باغ مین ہے بامراد
طفل شگوفہ کو سب کہتے ہین۔ ہے ہونہار

باغ کی امنیتین دیکھہ کے سب وجد ہین
باغ کی خاصیتین دیکھہ کے سب وجد ہین
باغ کی نوعیتین دیکھہ کے سب وجد ہین
باغ کی کیفیتین دیکھہ کے سب وجد ہین
چرخ و مہ و آفتاب انجم و لیل و نہار

آئینۂ خلد ہر ایک خیابان ہے
جو کبھی دیکھا نہ تھا اب وہ سامان ہے
گلشن شداد بھی جس پہ کہ قربان ہے
فرش سے تا عرش جو شے ہے وہ حیران ہے
قابل نظارہ ہے قدرت پروردگار

درد کا افسانہ ہے سننے سے کر احتراز
اپنی محبت کا جوش اور گلون کا وہ ناز

قصہ ہے یہ جانگزا ذکر ہے یہ دلگداز
تجھ سے کہانتک کہین قصۂ دور و دراز

ہم اسی حیرت مین تھے اتنے مین اک دام دار

باندھے ہوئے سوزنین دام کے ہر تار مین
دیکھی نہ تھی یہ خلش ہم نے کسی خار مین
کوہ مصیبت سے ہی بڑھ کے تہا مقدار مین
لیکے کوئی دام سخت آگیا گلزار مین

ہم جو ہین اڑنے لگے ہو گئے اُسکے شکار

اپنی وہ اوستادیان راس آئین ہمین
فکر کی رشیادیان راس نہ آئین ہمین
شام و سحر شادیان راس نہ آئین ہمین
آہ وہ آزادیان راس نہ آئین ہمین

عہد مسرت مگر ہم سے نہ تھا استوار

قید سے چھٹ جائین ہم اتنا کہان دسترس
آہ و فغان رائگان صورت صوت جرس
کون ہے فریادرس کوئی نہین دادرس
اسکو ہوئین مدتین ہم ہین اسیر قفس

اب ہین نہ وہ چہچہے اور نہ وہ باغ و بہار

طینت ~~سفاک~~ صیاد کی کیا کہین سفاکیان
بات مین ہین تیزیان قلب مین ہین سختیان
سخت ہین سب بندشین لوہے کی ہین بیڑیان
سامنے ہے یہ قفس اور یہی تیلیان

ہے یہی آب و ہوا اور یہی لیل و نہار

آہ اکیلے ہین ہم کوئی نہین پاس ہے
فاصلہ پر کوسون کے پھولونکی بو باس ہے
خوف نہ گلچین کا ہے گل کا نہ وسواس ہے
قید مین گذری ہے عمر چھوٹنے سے یاس ہے

موت کی ہے آرزو موت کا ہے انتظار

آہ کہ مرجھا گئی رنج سے دل کی کلی
آہ کسی دوست نے ہمکو نہ پوچھا کبھی
آہ جو یہ جانتے کرتے نہ دلبستگی
آہ کہ طبع چمن ہم سے موافق نہ تھی

آہ مزاج بہار ہم سے نہ تہا سازوار

زیب ہے مینوش کو شیشے کی قلقل کا ذکر — اتنا بہکتا ہے کیون چہوڑ دے اب مُل کا ذکر
کیا صفت باغ و راغ کیا ثمر و گل کا ذکر — تا بہ کجا اے قلم یہ گل و بلبل کا ذکر
کھول دے اس راز کو اب کہ ہے دل بیقرار

اہل تکبر کو زیب دیتی ہین خود بینیان — ہم تو ہین اک خاکسار چاہیئن مسکینیان
شوق سے گلچین کرے باغ مین گلچینیان — نوحہ گری مین نہین زیب یہ رنگینیان
سوگ نشینی مین کیا قصۂ باغ و بہار

فائدہ کیا گر کہا باغ مین اوڑتی ہے خاک — فائدہ کیا گر کہا خاک ہوا جل کے ڈہاک
فائدہ کیا گر لکھا غنچہ کو اندوہناک — فائدہ کیا گر کیا جیب سحر چاک چاک
فائدہ کیا گر کیا دامن گل تار تار

تازہ کوئی ماجرا لکھہ کہ جسے دیکھہ کے — تذکرۂ غم نما لکھہ کہ سب جسے دیکھہ کے
قصۂ حسرت فزا لکھہ کہ جسے دیکھہ کے — حال کچہہ اوس قوم کا لکھہ کہ جسے دیکھہ کے
دیدۂ عبرت سے ہون اشک روان بار بار

قوم وہ جسکو نصیب غیر زیان کچہہ نہین — قوم وہ جسمین بجز خواب گران کچہہ نہین
قوم وہ احوال زار جس کا نہان کچہہ نہین — قوم وہ جز نام اب جسکا نشان کچہہ نہین
نام فقط رہ گئے اور نہ رہے نامدار

قوم وہ جو قوم تہی مالک ہر شش جہات — قوم وہ جو قوم تھی حاکم نیل و فرات
قوم وہ جو قوم تھی صاحب عزم و ثبات — قوم وہ جو قوم تہی منتخب کائنات
قوم وہ جو قوم تھی مفتخر روزگار

قوم وہ جو قوم تھی صاحب طبل و نشان | قوم وہ جو قوم تھی قابض ہندوستان
قوم وہ جو قوم تھی غیرون پہ بھی مہربان | قوم وہ جو قوم تھی نازش اہل جہان
قوم وہ جو قوم تھی مایۂ عز و وقار

قوم وہ جس قوم کی ڈہونڈتے تھے سب پناہ | قوم وہ جس قوم نے کردئے دشمن تباہ
قوم وہ جس قوم کی تھی خدا تکیہ گاہ | قوم وہ جس پر رہا سایۂ فضل الٰہ
قوم وہ جو قوم تھی خاصۂ پروردگار

قوم وہ جو قوم تھی رہبر دنیا و دین | قوم وہ جو قوم تھی راست سخن حق گزین
قوم وہ جو قوم تھی مالک تاج و نگین | قوم وہ جس قوم کے زیر نگین تھی زمین
قوم وہ جو قوم تھی تاج سر روزگار

نعمت جود و عطا سے تھے بہر خوان قوم | یاد ہے اقوام کو آج تک احسان قوم
ابتو بہت پست ہے مرتبۂ و شان قوم | آہ وہ کیا ہو گئے آج شجاعان قوم
کانپتے جن سے رہے رستم و اسفندیار

جن کی شجاعت کا شور تھا سر چرخ برین | جن کے تھے محکوم سب قیصر و خاقان چین
جن کی لڑائی مین ساتھ رہتے تھے روح الامین | جن کے فرس پر تھا تنگ عرصۂ روئے زمین
جنکے نفس سے تھے گرم معرکۂ کارزار

مصر سے یونان تک جنکی سیاست کی دہوم | روم سے جاپان تک جنکی بسالت کی دہوم
سوئے جنوب و شمال جنکی شہامت کی دہوم | شرق سے تا غرب تھی جنکی شجاعت کی دہوم
آج ہین کس نیند مین اے فلک کجمدار

متحد اون کے جو حقا دہین ایسے ہین وہ متحد منتشر | کوئی ذلیل و خراب اور کوئی مفتقر

یہ ہوے محکوم غیر، غیر ہوئے مقتدر
اب ہین نہ وہ مقتدر اور نہ وہ مفتخر
اب ہے نہ وہ افتخار اور نہ وہ اقتدار

اب ہین نہ وہ ہمتین اور نہ وہ فضل و کمال
بلکہ جہالت سے ہے باہمی جنگ و جدال
ہاے یہ کیا ہوگیا قوم پہ آیا زوال
اب ہے نہ وہ ملک و مال اور نہ وہ جاہ و جلال
ہم سے زیادہ نہین اب کوئی دنیا مین خوار

شیفتہ ہی مضطرب قلب ہے اندوگین
تیرے اشارات سے کچھہ مجھے کھلتا نہین
کون ہے ایسا خراب کون ہی ایسا حزین
ذکر ہے کس قوم کا نام لے مرزا کہین
ہو نہ ہو وہ قوم ہو جسکے ہین ہم یادگار

قوم کا اپنی ہوا جب کہ عرب سے شیوع
اختر اقبال و جاہ ساتھہ ہوا تھا طلوع
اب نہین بنتی ہے کچھہ غیر خضوع و خشوع
مطلع ثانی سے ہون ایسے مطالب شروع
جسکے ہر اک لفظ سے ہون جگر و دل فگار

ضبط کہا تک کرین کیسے نہ ہون اشکبار
مطلع ثانی
اشک ہین امڈے ہوئے جان ہے زار و نزار
الحذر اے درد و غم الحذر اے اضطرار
المدد اے ضبط اب دل ہی بہت بیقرار
آہ کہ رکتا نہین گریۂ بے اختیار

سہے یہ قلق کا وفور جوش ہے یہ رنج کا
روح نہ گھبرا کے ہو جسم سے اپنے جدا
دل کا اشارہ یہ ہے کیجئے آہ و بکا
غم کا تقاضا یہ ہے روئے بے انتہا
ٹوٹ نہ جاے کہین اشک مسلسل کا تار

روکے سے رکتی نہین گرم فغان آہ سرد
غم نے دیا یہ فشار جسم کا ہی رنگ زرد
نالۂ مظلوم کی ہی ہو صدا گرد برد
کھینچئے اس طرح سے جیسے کوئی اہل درد

روئے اس طرح سے جیسے کوئی سوگوار

جرعۂ زہر ملال تابہ کجا پیجئے — دل مین ٹھنی ہے یہی راہ عدم لیجئے
رونا تو کیا چیز ہے جان بھی دیدیجئے — جوش یہ ہے خونِ دل اب نہ کمی کیجئے

روئے اس رنگ سے چہرہ بنے لالہ زار

ہم تھے کبھی ہوشیار ہم تھے فہیم و عقیل — ہم تھے جہان مین کبھی صاحب قدر جلیل
اب ہے بدیہی یہ بات چاہیئے پہر کیا دلیل — آہ کہ ہمسا نہین کوئی حقیر و ذلیل

ہم سے حقارت کو ننگ ہم سے مذلت کو عار

آہ کسی کو نہین شوق حصول کمال — پھیل گئے قوم مین نکبت و جہل و ضلال
اوج کہان سے ملے پست ہین سبکے خیال — اب ہے نہ وہ ملک و مال اور نہ وہ جاہ و جلال

ہم سے زیادہ نہین اب کوئی دنیا مین خوار

لڑنے پہ آپس ہی مین سبکی ہین کمرین کسی — کیسی ہے یہ خوی بد قوم کے دل مین بسی
فاقون سے فرصت نہین لاکھہ کرین جزرسی — ختم ہوئی ہم پہ آج مفلسی و بیکسی

دیکھئے جس شخص کو آج ہے وہ قرضدار

تخت امارت پہ ہم تھے کبھی مسند نشین — ہمکو بتا دیتی تھی اپنے خزانے زمین
دیکھا نہین انقلاب دہر مین ایسا کہین — قرض کا کیا ذکر ہے بھیک بھی ملتی نہین

ایسے زمانہ مین ہم ہوگئے بے اعتبار

دلمین ہمارے نہ تھا مکر و فریب و دغل — ہوتے تھے ہم کامیاب وقت ستیز و جدل
فتح و ترقی مین تھی قوم یہ ضرب المثل — ہند سے اسپین تک تہا کبھی اپنا عمل

اپنے ہی قبضے مین تھے دشت سے تا کوہسار

کیا تہی فتوحات کی یثرب و بطحا مین دہوم ۔ خطۂ یونان مین دہوم کشور کسرا مین دہوم
بلکہ جزائر مین دہوم خشکی و دریا مین دہوم ۔ اپنے فتوحات کی ایسی تہی دنیا مین دہوم
چاہئیے اب فتح کا نام نہ لے روزگار

فاتح و افسر ہوئے تہا جو خدا مہربان ۔ تہوڑی ہی مدت مین ہم پہنچے کہان سے کہان
تونے یہ کیا کردیا دفعتاً اے آسمان ۔ سارے زمانے سے آہ مٹ گیا نام و نشان
سارے زمانے سے آہ کم ہوا اپنا وقار

ہم کو کسی سے نہ تہا خلق مین خوف و خطر ۔ جس کی طرف بڑھ گئے کر دیا زیر و زبر
ہم تہے جواد و سخی صاحب تیغ و سپر ۔ دست نگر اپنے تہے مالک املاک و زر
اپنے جو محتاج تہے آج ہین وہ مالدار

کوئی حکومت سے ہے تخت پہ مسند نشین ۔ کوئی صناعت سے ہے اکمل روے زمین
جاہ و ترقی حصول دہر مین کسکو نہین ۔ مسند اقبال پر کون نہین جاگزین
شاہد مقصود سے کون نہین ہمکنار

ایک ہمین ہین کہ ہین رنج و الم سے اوداس ۔ ایک ہمین ہین کہ ہین جہل ہی سے روشناس
ایک ہمین ہین کہ ہے صورت ادبار پاس ۔ ایک ہمین ہین کہ ہے ہمکو ترقی سے یاس
ایک ہمین ہین کہ ہین موت کے امیدوار

ایک ہمین ہین کہ ہین اوج سلف کے مزیل ۔ ایک ہمین ہین کہ ہین پست روش کے کفیل
ایک ہمین ہین کہ ہین سستیون مین بے عدیل ۔ ایک ہمین ہین کہ ہین سارے جہان مین ذلیل
ایک ہمین ہین کہ ہین ساری خدائی کے خوار

علم سے تقریر سے کون نہین سرفراز ۔ فضل سے تحریر سے کون نہین سرفراز

همت و تدبیر سے کون نہین سرفراز
منصب و جاگیر سے کون نہین سرفراز
دیکھئے جسکو وہ ہے صاحب عز و وقار

کون سنے گا یہ حال فکر ہے کسکو سنائین
اپنی مصیبت پہ ہم آپ ہی آنسو بہائین
ملک تو باقی نہین شہر و وطن بھی چھڑائین
ہموطنون کو یہ کد خاک ہین ہمکو ملائین
اپنی سکونت ہی اب انکو ہوئی ناگوار

نخوت و کبر و نفاق پھیل گئی چار سو
دوستون کے عیب کی ہونیلگی جستجو
سلب ہوا اتفاق دشمنی کا ہے غلو
دوست جو اپنے تھے کل آج ہوئے ہین عدو
آہ نہ جاے قرار اور نہ پاے فرار

ایسے مین ہرگز نہین شکوہ کسی کا ہمین
اپنی ہی تقدیر کا آپ ہے رونا ہمین
اب نہین باقی رہا کوئی سہارا ہمین
سنگ مذلت سے یون چرخ نے پیسا ہمین
خاطر احباب پر بار ہے اپنا غبار

دیکھہ کے یہ حالتین دل ہے پریشان آہ
دین پیمبر کا بھی بھولے ہین احسان آہ
عقل ہوا ہوگئی بن گئے نادان آہ
اپنے زمانے مین ہین ایسے مسلمان آہ
ہندوؤن سے مل کے ہے جنکو بہت افتخار

یون تو ہر انسان ہے مصدر سہو و خطا
لیکہ بدافعالی پر خوبیون کی ادعا
واہ ری دانشوری واہ رے فہم و ذکا
علم سے بے بہرہ ہین عقل سے ناآشنا
دل مین سمائی ہوئی ہم ہین بڑے ہوشیار

بے کہے اور بے سنے بنتے ہین سب کے کفیل
ایسی سمجھہ پر بھلا کون کہے گا عقیل
کون سا ہے یہ طریق کونسی ہے یہ سبیل
جاتے ہین جلسون مین وہ قوم کے بنکر وکیل

گو کہ نہین قوم کو اون پہ ذرا اعتبار

منزل مقصود کی کرتے ہین یون جستجو — کوئی نہین راہبر ڈھونڈتے ہین چارسو
ہان جو یہی حال ہے نکلے گی کیا آرزو — دوست جو ہین اونکو وہ سمجھے ہین اپنا عدو
جو کہ عدو ہین انھین سمجھے ہین وہ دوستدار

علم نہین پہر کہان فرق حلال و حرام — قوم مین ہونے لگا رندیون کا اہتمام
نشۂ ادبار مین مست پڑے ہین تمام — آہ اسی قوم مین آج جہالت ہے عام
جنکے سلف تھے کبھی خلق کے آموزگار

آہ وہ کیا ہوگئے مالک تیغ و سپر — آہ وہ کیا ہوگئے دافع اشرار و شر
آہ وہ کیا ہوگئے جن کی تھی غامض نظر — آہ وہ کیا ہوگئے صاحب علم و ہنر
آہ وہ کیا ہوگئے منتخب روزگار

اور مسلمانون پر کیجئے ایراد کیون — ہندی تو ناشاد ہین اور ہون ناشاد کیون
اپنا وطن چھوڑکر ہوجئے برباد کیون — جائے شیراز کیون جائے بغداد کیون
جائے کیون اصفہان جائے کیون قندہار

ملک کی ہمدردیان ہاتھ سے کیون کھوئیے — دل مین اسی ملک کا تخم ولا بوئیے
نوحۂ غم کیجئے اشکون سے مونہہ دھوئیے — آہ کہان جائیے اور کسے روئیے
رونے کو کچھ کم نہین ہند کا احوال زار

آہ وہ دہلی جو تھی منبع جاہ و جلال — آہ وہ دہلی جو تھی مجمع حسن و جمال
آہ وہ دہلی جو تھی خوبیون مین بیمثال — آہ وہ دہلی جو تھی مرجع اہل کمال
آہ ہے اسکا لقب دہر مین اجڑا دیار

آہ کہ وہ لکھنؤ علم جہان تھا گرو
آہ کہ وہ لکھنؤ معدن ایجاد انو
آہ کہ وہ لکھنؤ جس کے چراغون کی لو
آہ کہ وہ لکھنؤ جس کی ترقی کی ضو
پرتو خورشید کی طرح سے تھی آشکار

رہتا تہا جس لکھنؤ مین علما کا ہجوم
فرض تہا جس لکھنؤ پر فضلا کا لزوم
آج وہی لکھنؤ جو کہ تہا دار العلوم
آج وہی بیت علم جسکی جہان مین تہی دہوم
جہل کی تاریکیون سے ہی شبستان تار

جہل کے قانون مین بڑھ گیا اپنا عبور
دل مین ہے بغض و نفاق سر مین ہے کبر و غرور
وہم مین آتے نہین ہین سخنان شعور
علم سے ہم ہین نفور عقل سے ہین دور دور
ابلہی اپنا دثار جہل ہے اپنا شعار

لائین کہان سے بہلا اگلا سا وہ جوش ہم
کر چکے طرز سلف دل سے فراموش ہم
بنگئے بطّال ہم بنگئے مینوش ہم
نشۂ غفلت مین کچھ ایسے ہین مدہوش ہم
زیست ہے جسکا خمار موت ہے جسکا اُتار

دیکھیئے کس کی طرف کیجئے کس پر نگاہ
سب طلبہ ہین خراب سب علما ہین تباہ
جہل یہ شایع ہوا ہے کہ خدا کی پناہ
علم کی وہ شان ہے اپنے وطن مین کہ آہ
جیسے کسی شہر مین کوئی غریب الدیار

مالک سیف و قلم ہم تہے کبھی لاکلام
نکبت وادبار نے اب تو بنایا غلام
سب تہے یہ بیدار بخت جملہ تہے نیکنام
سوتے ہین زیر زمین سیکڑون عالی مقام
خواب عدم مین ہین آہ سیکڑون والا تبار

اپنے ہی افعال سے دیکھا ہی یہ روز بد
اب نہین ہوتی مفید اپنی کوئی جد و کد

لائے کس بات پر ہاے سلف کی سند — اوٹھہ گئے دنیا سے یون جیسے کوئی لاولد

آہ جہان مین نہین اونکا کوئی یادگار

ایسا کچھہ ابتر ہے اب شام وسحر اپنا حال — سوچ یہی ہے مدام دیکھیے کیا ہو مآل

کیون نہ ہو جوش قلق کیون نہو جوش ملال — حیف کہ ہے بے نشان مرقد اہل کمال

آہ کہ ہے بے چراغ اہل ہنر کا مزار

سنکے یہ نوحہ تیرا روتے ہین ارباب دیر — ایک نہ ارباب دیر بلکہ سبھی وحش وطیر

ہوگی یہہ مشکل نہ حل فضل خدا کے بغیر — رونے سے کیا فائدہ چاہیئے کچھہ ذکر خیر

حمد مین مطلع لکھہ اے خامۂ معجز نگار

مطلع ثانی

تیری ہی رحمت کا ہے ابر بھی اک آبدار — تیری ہی قدرت کی ہے ایک نمونہ بہار

شان کو تیری قیام نام کو تیرے قرار — اے کہ تیری شان ہے چار طرف آشکار

عرش سے تا فرش ہی نام کی تیرے پکار

تو ہے رحیم و کریم بندون پہ ہے مہربان — ذات ہی تیری قدیم اور ہے حادث جہان

یاد تیری اے رحیم رونق قلب و جنان — ذکر تیرا اے کریم لذت کام و زبان

ناطقہ سو جان سے نام پہ تیرے نثار

تیرے سوا دوسرا بھید کا عالم نہین — تیرے سوا دوسرا روزی کا قاسم نہین

تیرے سوا دوسرا مفضل و مکرم نہین — تیرے سوا دوسرا معطی و منعم نہین

سب تیرے در کے گدا سب تیرے امیدوار

بندون کو دیتا ہے تو رنج و بلا سے نجات — تیرے ہی قبضے مین ہی خلق کی موت و حیات

شل تیری ذات کے پاک ہین تیرے صفات — نام کو تیرے بقا ذات کو تیری ثبات

تیرے سوا اور ہر چیز ہے ناپائدار

تجھ پہ ہین سب آشکار دل مین جو مخفی ہین راز — بہر مرام عباد فضل تیرا کارساز
اس مین ہو صدقہ زکوۃ یا کہ ہو روزہ نماز — گو کہ ہر اک شے سے ہی ذات تیری بے نیاز

ہے تجھے لیکن پسند عاجزی و انکسار

حال ہے ابتر بہت آجکل اس قوم کا — ایسے مین فریاد رس کون ہی تیرے سوا
بار خدا ہو قبول مضطربانہ دعا — تجھ سے گدایانہ ہے آج میری التجا

اک نظر لطف کا تیری ہون امیدوار

آ ہی گیا سامنے ذلت و نکبت کا وقت — علم کا گذرا ہے وقت اب ہے جہالت کا وقت
آہ مسلمانون پر اب تو ہے آفت کا وقت — امت خیر الوریٰ پر ہے مصیبت کا وقت

رحم کر اے کبریا رحم کر اے کردگار

امت مرحومہ کا اب ہے بہت غیر حال — منہ کو ہین پھیرے ہوئے دولت و علم و کمال
لطف کر اے صاحب عظمت و جاہ و جلال — فضل کر اے مالک مملکت لازوال

بہر نبی کریم بہر شہ ذوالفقار

خاص طبائع مین ہے جہل کا ایسا حلول — دین کے اپنے تباہ اب ہین فروع و اصول
سلب ہین ہوش و حواس دل ہے نہایت ملول — واسطہ پنجتن میری دعا ہو قبول

مطلب دل ہو حصول واسطہ ہشت و چار

واسطہ اون کا تجھے جو ہین قسیم جنان — واسطہ اونکا تجھے جو ہین شفیع جہان
واسطہ اون کا تجھے جو ہین تیرے رازدان — واسطہ اون کا تجھے جن پہ ہے تو مہربان

واسطہ اونکا تجھے جن پہ زیادہ ہے پیار

قوم یہ سب قومون سے علم مین ہو انتخاب | صفحۂ دنیا پہ ہو کوئی نہ اسکا جواب
ہی ابہی یہ انقلاب اور ہو پہر انقلاب | مجلس تعلیم ہو بار خدا کامیاب

اسکی تدابیر کا خلق مین ہو اشتہار

نقش دلون مین جمے عزت و تکریم کا | غیرون کو پہر ہو خیال قوم کی تعظیم کا
چمکے ستارہ کہین ہند کی اقلیم کا | سعی سے اسکی بڑہے سلسلہ تعلیم کا

فیض سے اسکے پڑہے طفل ہر اک ہونہار

یاس ہے امید سے یاس کا ہی سامنا | کس سے کہین حال دل کس سے کہین مدعا
ایک سہارا ہے بس ہمکو تیرے فضل کا | تیرے سوا اے کریم کوئی نہین دوسرا

جسکے در فضل پر کوئی ہو امیدوار

تو ہے بعیدونکا دوست تو ہی قریبونکا دوست | تو ہی ہمارا ہی دوست تو ہی رقیبونکا دوست
تو ہے مگر بیشتر و رد نصیبونکا دوست | تیرے سوا کون ہی ہمسے غریبونکا دوست

تیرے سوا کون ہے عاجزونکا غمگسار

عیش و طرب تیرے ہاتہہ رنج و عنا تیرے ہاتہہ | سب کی بقا تیرے ہاتہہ سبکی فنا تیرے ہاتہہ
امت احمد پہ ہے لطف و عطا تیرے ہاتہہ | شرم ہے اس قوم کی بار خدا تیرے ہاتہہ

تیرے سوا کون ہی عاصیون کا پردہ دار

سطرے چند بطور تقریظ خمسہ مع تاریخ طبع

شنیدن رانوید آہنگ در دیجا کشیدن۔ و دیدن را مژدہ خون از دیدہ چکیدن باد کہ بلبل اسیر دام آلام بہ شکایت گردش ایام نغمہ سنج است واز دست بیداد فلک کج نہاد گرفتار بند صد رنج۔ ترانہ

دردانگیزش مرغ ہردلے رابسمل سازست ونالہ شرریزش بجار سوی قفس عنصری برق انداز- تا گران گوشی ازگل بوام نگیری نیاری نوحہ عاشقانہ اش شنیدن- وتا ذرہ دیدہ نگاہی ازنرگس نخواہی نتوانی تپش بسلانہ اش دیدن دانی کہ گلچین قضا چہ بیدرو بیدادگری است- اما از صفیر پرتاثیرش چون فاختہ بے سروہوش ازسرباختہ- وصیاد قدرچہ سنگدل جفای پروری- ولے از نواسے حسرت فزائش بسان قمری دوراز شمشاد بہ فغان وفریاد درساختہ- پنداری کہ این برہم زنی صبروشکیب ازگرم فغانی آن عندلیب خستہ جان است بل ہمانا ازہندستانی شاعر شیوازبان- آنکہ بہ ہنگام ترانہ ریزی طوطی شکرخاے طبعش نواسے صدآفرین وثنا ازلب ہمنفسان می خیزد- وبلبل خوش گفتار فکرش وقت زمزمہ سنجی سرمہ درگلوی ہمصفیران می ریزد- **آن کیست**- سرآمد اہل کمال- سخنور بے مثال- عم دقبلہ من ستہام **شیفتہ** تخلص وسید **محمد کاظم** حسین نام- **کنتوری** موطن وحیدرآبادی مقام- ادامہ اللہ بالجاہ والاکرام- خدایا تا سرابستان سخن بجوش الحانی طوطیان شکرشکن پرنو است- شہرۂ شیرین سخنی **شیفتہ** حلاوت بخش ہرکام ودہن باد- وللمقرظ قطعہ التاریخ

چہ شاہدی است این دلا بخش وزیب دلربا	نثار کن بر و سما ہزار جان شیفتہ
کشیدہ پیکر خیال میرزا بصد جمال	دمیدہ جان بصد کمال دم بیان شیفتہ
حکایتے است غم فزا زسرگذشت قوم ما	قرار وصبر شد فدا برین فغان شیفتہ
تو مرغ ہر دلے بگیر بدام در دازین صفیر	بکام بلبل اسیر نہ زبان شیفتہ
چو خواہی سال طبع راز معجمہ بگو دلا	۱۳۰۸ھ کہ زیب نظم میرزا بدان بیان شیفتہ

سنہ ۱۸۹۰ء

ہیچمدان سید سراج الدین احمد کنتوری مفیم جے پور برادر زادہ حضرت مصنف خمسہ

راے نسبت شکایت گردش ایام

نظم ایک ایسی چیز ہے جسکا تعلق خاص دل سے ہے- اگراس کے آغاز پر غور کیا جاے تو اوسکا اسی غرض سے

وضع ہونا ثابت ہوگا کہ دل پر کوئی اثر ڈالے اور وہ عمدہ باتین یا نصائح بیکار ہوجانے کی عوض
یاد رہ سکین جنکو انسان کا حافظہ اپنے فانی قیام تک اپنے پاس رکھنے اور فائدہ حاصل کرنے سے
مجبور ہے - مین کہہ سکتا ہون کہ اگر پندنامۂ سعدی نثر مین ہوتا تو غالباً دیکھنے کے وقت سوا کبھی
اسکی نصیحتین وہم مین بھی نہ آتین اور یون ہر شخص کی زبان پر اوس کے اکثر اشعار محفوظ ہین
جو پڑھتے وقت اثر پیدا کرنے مین اپنا پورا کام کرجاتے ہین - ناظم کی نسبت بلا مبالغہ کہا جاسکتا
ہے کہ اگر وہ چاہے تو دین و دنیا کی باگین اپنے ہاتھہ رکھکر انسان کے دل کو جدہر چاہے موڑے
جسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ نظم کی فوری قبولیت ہر دل کو اپنا کر لینے مین برقی قوت کی ہمعنان ہے
اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عموماً دل نظم کی طرف ایسا مائل اور اسکا ایسا دیوانہ ہے کہ
معشوق کے مثل اوس کی اچھی بری سب ادائین پسند کرتا ہے **مگر آہ** !! اب وہ زمانہ نہین رہا
کہ ہمارے شاعر بلکہ ہمارے دل کے مالک ہمکو خیالی معشوق کی تنگ دہانی یا زلف کی درازی یا بے
کمری وغیرہ وغیرہ کی جھوٹی تصویرین دکھاکر خوش کرین - انہون نے مدتون ایسے سین دکھائے
اور لیڈر رہنے کی حیثیت رکھکے بھی ہمکو سیدہے ڈہرے نہ جانے دیا کسی غار کی تہ سے اوپر
آنا یا پابندی وضع کا عذر نہین پیش کرسکتا البتہ اسکا عکس عکس ہے - یہ بھی ایک پرانی اور بدیہی
بات ہے کہ دل نئی نئی باتون پر ہمیشہ لوٹ رہتا ہے کیا ہماری قوم کا پرانا افسانہ مجموعی ہیئت مین اس
زمانے کے نوجوانون کے لئے نیا نہین ہے جنکے کانون نے اس سے پہلے اون مبارک نامون کو
سنا بھی نہ ہوگا جنکا ہمارے ریفارمر نظم یا نثر مین نام لیکر کہتے ہین کہ وہ ایسے تہے اور تم ایسے ہو۔
عموماً ہندوستان کے اسلامی اور دلی مستحسن جوش کو یہان کے موجودہ طریقہ تعلیم نے کہو دیا -
مصلحان قوم نے اصلاح پر کمر تو باندہی اور خوب کسکر باندھی لیکن افسوس یہہ نہ خیال کیا کہ وہ
طریقہ اون کے مقلدین کو کہان پہونچائیگا اور جو جوش اون مین پیدا ہوگا وہ کس قسم کا ہوگا -

اسلام مین میرے نزدیک اس عہد سے پہلے اگر ضرورت تھی تو صرف اس امر کی کہ اوس مین جوش پیدا ہو۔ اور اب یہ ضرورت ہے کہ ایک غیر مستحسن جوش کو مٹا کر دوسرا قایم کرنیکی کوشش کیجاے خدا کرے وہ مجلس تعلیم اپنا فیض عام کر کے اس جوش کے پیدا کرنے مین کامیاب ہو جو پہلے کا ناسخ سمجھا جاے جسکے بغیر آفتاب اسلام گہن مین ہے اور جس مجلس کے لئے مرزا محمد ہادی صاحب نے بلبل ریاض سخن بنکر فغان کی ہی اور جس کی تصریح کرنیکے لئے دلچسپ اور جوش مین لانیوالی دہنین ایک خاطر خواہ اضافہ کے ساتھہ اسکو زیادہ عام پسند بنانیکے کیواسطے اُستادی جناب بہائی مولوی سید کاظم حسین صاحب شیفتہ مدظلہ العالی نے اسپر ستزاد فرمائی ہین۔ مین بڑے سچے دل سے اپنے بڑے بہائی اور اوستاد کو مبارکباد دیتا ہون کہ انہون نے حمایت اسلام پر کمر باندھی اور اون باتون سے قطع نظر فرمائی جنکا مین اوپر ذکر کر چکا ہون۔ مین نے بلبل اسیر کی فریاد ہمہ تن چشم بینا و گوش شنوا ہو کر دیکھی اور سنی جسکو نہایت زیادہ پراثر فرما کے حضرت شیفتہ مدظلہ نے شکایت گردش ایام کا تاریخی خطاب مرحمت فرمایا ہے اور جسکی مجموعی حالت کا اندازہ مجھے اسوقت معلوم ہوا جب اسی قسم کے اور بعض نوحے میرے سامنے دہرے ہین اور مین اونکو الٹ پلٹ کر دیکھہ رہا ہون۔ واقعی جناب موصوف نے عجب پیارے خیال سے کام لیا ہی اور اوسکو اردو کے اعلے درجہ کے ولدوز الفاظ مین ظاہر فرمایا ہے۔ شاعری اور اسکی اوستادی کی نسبت مجھے ریمارک کرنیکی کوئی ضرورت نہین کیونکہ مصرعہ مصرعہ بلکہ لفظ لفظ خود اپنے حسن اور لنگر کا اندازہ کرا دیگا اور پیارے ہموطنون اور سخن فہمون کو یقیناً مجبور کریگا کہ قدر کی عینک لگا کر اسکے مطالعہ سے نفع حاصل کرین۔

مین شکایت گردش ایام کی یادگار مین ایک قطع تاریخ اختتام بھی اپنے شفیق اوستاد اور بہائی حضرت شیفتہ مدظلہم و زاد فیضہم کے ملاحظہ مین پیش کر کے قبولیت کا منتظر ہون۔ **قطعہ**۔ خمسہ نیا شیفتہ نے یہ کیا ہے تیم جس سے کہ ہمدرد دینکا ہی سمان آشکار ۔٭۔ مصرع ہے یہ جس سال ختم کی تاریخ کا ۔٭۔ لایق حسرت ہے بس قوم کا احوال زار

۱۳۰۷

(قوم کا ایک ادنے خیر خواہ سید محمد عباس مجور کنتوری)

غلطنامۂ شکایت گردش ایام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢	١٣	نگمبت	نکبت
٧	١٧	صدہا	صدا
٩	٣	زمزد	زمرّد
١٤	١٩	تازہ کا	تازہ کار
١٥	٤	جنگ	چنگ
١٦	١٢	سفاک	صیاد
١٨	١٩	مستخذر	منحدر
٢٠	٨	نگبت	نکبت
٢١	٤	افر	افسر
٢٦	٨	نگمبت	نکبت
٢٨	١٢	بجنش	بجسن
٢٩	١٥	کانون سے	کانون نے